تاج الشریعہ

لقب کس کا؟

از

الماس ملت مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی صاحب قبلہ

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

/muftiakhtarrazakhan
/muftiakhtarrazakhan1011
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192

www.muftiakhtarrazakhan.com

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشۂ مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام

کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ

کے لئے وزٹ کریں

www.muftiakhtarrazakhan.com

/muftiakhtarrazakhan

/muftiakhtarrazakhan1011

/muftiakhtarraza

+92 334 3247192

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

”تاج الشریعہ“ لقب کس کا؟

از: مفتی مقصود عالم صاحب قبلہ، کرناٹک، ہند

السوال: قرآن شریف اور حدیث شریف اہل سنت و جماعت جامعہ نظامیہ آرگنائزیشن گروپ حیدرآباد کا نیٹ ورک ہے جو جامعہ نظامیہ کے تحت اور ان کے نام سے منسوب ہے اس کا بیان ہے کہ ”تاج الشریعہ“ کا اطلاق حضور ﷺ کیلئے جائز ہے اور وہ ہی اس اصطلاح کے اطلاق کے مستحق ہیں اس کے علاوہ کسی کیلئے اس کا استعمال جائز نہیں بلکہ حرام ہے یہ اعتراض اس نے نیٹ اور واٹس ایپ پر چھوڑا ہے۔ بلاری، کرناٹک کے حافظ احمد اشہر نظامی نے اس کا پمفلیٹ بنا کر اس کو واٹس ایپ پر شائع کیا ہے اور حضور تاج الشریعہ کو نشانۂ تنقید بنایا ہے از روئے شریعت بتایا جائے کہ قائل کا قول کس حد تک صحیح ہے! مدلل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: غلامان تاج الشریعہ، بلہاری، کرناٹک، الھند

الجواب: لغت میں تاج شاہی ٹوپی کو کہتے ہیں جیسا کہ لغات میں ہے: شاہی ٹوپی (کشوری)

تاج: ع۔ مذکر شاہی ٹوپی (فیروز)

تاج: تاج (المنجد)

تاج: ج۔ تیجان۔ تاج۔ سہرا (القاموس الجدید)

شریعت کا معنیٰ لغوی ہے طریقہ راستہ جیسا کہ لغات میں ہے:

شریعت: قانون ضابطہ اسلامی احکام کا مجموعہ راہ خداوندی صاف و کشادہ راستہ (القاموس الجدید)

شریعت: دینی قانون (فیروز)

الشرع: مذہبی قانون، شریعت

الشریعت: اسلامی قانون خدائی احکام (المنجد)

لفظی معنی ہوگا شریعت کی ٹوپی، قانون کی ٹوپی یا راستہ کی ٹوپی اور یہ معنی کرنا یا مراد لینا درست نہیں ۔ چونکہ شریعت ظرف ہے مظروف نہیں، صفت ہے موصوف نہیں، حال ہے محل، نہیں واضح ہوگیا کہ تاج کا حقیقی معنی مراد لینا مجبور و ناحق اور غلط ہے۔ جہاں ایسا ہوتا ہے وہاں قاعدہ یہ ہے کہ معنیٰ مجازی مراد لیا جائے۔ جیسا کہ اصول الشاشی میں ہے:

''ہر وہ لفظ جس کو واضع لغت نے شئی معین کیلئے وضع کیا ہو، اسی معنی میں مستعمل ہے تو اس کو ''حقیقت'' کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں استعمال ہے تو وہ ''مجاز'' ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ حقیقی معنی متعذر ہے تو وہاں مجاز ہوتا ہے۔ معنیٰ حقیقی مجہور ہے تو مجاز کا معنی ماخوذ ہوتا ہے۔ مستعملہ میں کئی صورتیں ہیں مثلاً: اس کیلئے مجاز متعارف ہے یا نہیں ہے۔ اول صورت میں حقیقی معنی پر عمل کرنا بھی ممکن ہے یا نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو کلام لغو ہوگا۔ جہاں حقیقی معنی مراد لینا ناممکن ہے تو وہاں بھی مراد مجاز ہوتا ہے۔ (اصول الشاشی فصل فی الحقیقت والمجاز)

جب اس سے واقفیت ہوگئی تو ''تاج الشریعہ'' کے لفظ پر غور کر لیا جائے۔ حقیقی معنی مراد لینا تاج کا اس مقام پر ناممکن ہے، چونکہ واضع نے لفظ تاج کو سر پر پہننے والے ایک مخصوص شکل و صورت کی چیز کیلئے مختص کیا ہے۔ جس کا اطلاق یہاں محال ہے۔ ضابطہ کے مطابق معنیٰ مجازی متعین ہوگا۔ اس وقت تاج کا معنی مجازی والتزامی ہوگا: صاحب، محافظ، عامل، تو عبارت ہوگی: صاحب الشریعت، محافظ الشریعت، عامل بالشریعت، مبلغ بالشریعت، ناشر بالشریعت، حامی الشریعت۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تاج کا معنیٰ مجازی والتزامی لیا جائے: امام، مقتدا،

قدوہ، امیر، قائد، مخدوم اور مضاف الیہ مضاف محذوف مانا جائے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب مضاف یا مضاف الیہ یا مضاف الیہ مضاف کے حذف پر قرائن موجود ہوں تو وہاں اس کا حذف کرنا جائز ہے

مثلاً:

اما بعد یہاں مضاف الیہ محذوف ہے۔

جیسے یا اللہ جو درحقیقت یا فضل اللہ یا یا رحمۃ اللہ ہے۔ یہاں مضاف محذوف ہے

فی الصلواتہ یعنی فی بیان الصلواتہ ہے۔

کتاب الطہارۃ دراصل ھذا الکتاب فی بیان مسئلۃ الطہارۃ یہاں مضاف اور مضاف الیہ مضاف دونوں محذوف ہیں۔

"تاج الشریعہ" میں تاج کی اضافت شریعت کی جانب اس بات کی متقاضی ہے کہ یہاں مضاف الیہ مضاف محذوف ہے اور اس وقت تقدیری عبارت ہوگی: امام لاھل الشریعت، مقتداء لاھل الشریعت، مخدوم لاھل الشریعت، امیر لاھل الشریعت، قدوۃ لاھل الشریعت، قائد لاھل الشریعت وغیرہ وغیرہ اور دونوں معنی کثرت سے مستعمل ہیں۔

"تاج الشریعہ" کی اصطلاح اپنے دونوں معنی کے اعتبار سے سرور کائنات، فخر موجودات، سید الکونین، صاحب قاب قوسین، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ذات مقدسہ صفات ستودہ کیلئے خاص نہیں ہے، نہ ہی عرفاً خاص ہے نہ اصطلاحاً خاص ہے اور نہ ہی شرعاً خاص ہے اور لفظی و اضافت حقیقی کے اعتبار سے حقیقی معنی لینا کہیں بھی درست نہیں ہے۔ نہ رسول اللہ ﷺ پر اس کا اطلاق صحیح ہوگا، نہ ہی نائبین و مشائخین رحمت عالم ﷺ پر درست ہوگا۔ تو اس سے مجازی معنی مراد لینا متعین ہو جاتا ہے اور اسی سے ثابت ہوگیا کہ اس کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوگا جو اس کا متحمل ہے یعنی شریعت پر جس کا عمل کامل ہے، جہاں طبیعت کا کوئی دخل عمل نہیں ہوتا ہے، شریعت کی اشاعت و ترویج

میں جو حیات کا پل پل گزار دے، شریعت جس کی زندگی کی شناخت بن جائے اس پر اس کا اطلاق جائز و درست ہے عام لوگوں پر اس کا حمل مبنی بر کذب ہونے کی بنیاد پر ناجائز و حرام ہوگا۔

اس تحقیق کی ضیا بار کرنوں میں جامعہ نظامیہ آرگنائزیشن سے منسلک افراد و اشخاص و دیگر معترضین زمانہ اپنا محاسبہ کر لیں جو یہ کہتے ہیں کہ اصطلاح "تاج الشریعۃ" کا حمل آفتاب نبوت، مہتاب رسالت، مقصود کائنات، اصل موجودات ﷺ کے لئے خاص ہے اور خاتم پیغمبراں، سیاح لا مکاں، سید انس و جاں، بنیاد این و آں ﷺ کے ماسوا پر اطلاق ناجائز و حرام ہے۔

انصاف پسند ارباب بصیرت، اہل فکر و نظر، مالک عقل و خرد، اصحاب بینا و دانا اور آشنائے علم و فن کہنے پر مجبور ہونگے کہ اس نظریات کے حامل اور اس اعتراض کے قائل جاہل مطلق، پاگل اعظم، عقل و خرد سے نابلد، یتیم العلم والادب معلوم ہوتے ہیں۔ اگر علم سے ذرا بھی واقفیت ہوتی تو اس طرح سے جہالت محضہ اور حماقت مطلقہ کا ثبوت نہ دیتے۔ عام کو خاص بتانا ہی ظلم اور شریعت پر زیادتی تھی، حرام کہہ کر تحریف شرعی یعنی جائز کو ناجائز اور حلال کو حرام بتانے کا جرم عظیم کیا ہے اور فعل حرام کے مرتکبین میں داخل ہیں۔ ان تمام لوگوں پر ان افعال قبیحہ، حرکات شنیعہ کے ارتکاب کے باعث توبہ لازم ہے۔

مبالغہ: مبالغہ کے طور پر بھی ایسے اصطلاحات کا حمل ہوتا ہے۔ عرف عام میں اس کے استعمال کی کثرت ہے۔ کہتے ہیں یہ عالم نہیں علم ہے، عاشق نہیں عشق ہے، عادل نہیں عدل ہے، چائے نہیں آگ ہے، کپڑا نہیں ملائی ہے۔ اسی طرح بلبل، شیر، تلوار، ہرن، کوئل، پپیہا وغیرہ وغیرہ عام بول چال میں مستعمل ہے۔ روزمرہ کی گفتگو میں ایسے کلمات سننے کو ملتے ہیں جو بدیہی ہے۔ اس کا استعمال وہاں کیا جاتا ہے جو اس کے مصداق ہوتے ہی ہر جگہ نہیں۔ ہر جگہ اطلاق کرنا عرف کے خلاف ہے جو درست و صحیح نہیں ہے جیسا کہ لوگ آج کر رہے ہیں۔

عرف حجت شرعیہ ہے اس کا مقام وہی ہے جو نص کا ہے جس طرح نص سے وجوب وعدم وجوب کا حکم ثابت ہوتا ہے اسی طرح عرف سے بھی ثابت ہوتا ہے (المبسوط۔ فقہ الاسلامی و ادلہ)

جب ثابت ہوگیا کہ باعتبار مبالغہ ان اصطلاحات کا حمل عام وتام ہے مثلاً خورد و نوش میں نمکینیت کی زیادتی کے باعث کہہ دیتے ہیں کہ یہ کھانا نہیں بلکہ "نمک" ہے، عدل وانصاف کا جو لوگ زیادہ خیال رکھتے ہیں اور کامل پاسداری کرتے ہیں ان کے بارے میں کلام کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ یہ شخص "عدل" ہے، اگر کسی میں نفاست و پاکیزگی اور چمک دمک دیکھتے ہیں تو انہیں "بلبل" سے تعبیر کر دیتے ہیں، ہمت وشجاعت کے ملکہ کا نظارہ کرتے ہیں تو اس کو "شیر" کہتے ہیں، چائے میں حرارت کا مقدار بہت پایا جاتا ہے تو اس کو "آگ" بول دیتے ہیں، معلوم ہوا کہ جس چیز کی کثرت ہوتی ہے اس کا ہی اطلاق کر دیتے ہیں۔ عرفاً، اصطلاحاً یہ عادت جاری وساری ہے کسی محقق و مفکر، نقاد وتبصرہ نگار، علم وفن کے کوہ ہمالہ، اصحاب جرح وتعدیل اور اہل قیل وقال نے اس پر کوئی کلام نہیں کیا، نہ اس کی نکیر کی۔ جس سے بھی اس کے استعمال کا جواز اظہر من الشمس ہے۔

اسی طرح جو حضرات اشاعت دین کا حق ادا کرتے ہیں کامل طور پر تابع شریعت ہوتے ہیں۔ علوم وفنون میں بھی ماہر ہوتے ہیں، لسانیات، جمالیات، اصولیات، فروعیات، اعتقادات، معاملات کا ادراک تامہ رکھتے ہیں، فقہ وافتاء کے زلف برہم سنوارنے میں دسترس ہوتی ہے، بطور مبالغہ ان پر برہان الشریعت، نظام الدین، معین الدین، سلطان الشریعت، محی الدین، سیف اللہ، اسد اللہ، نور الھدی، عماد الدین وغیرہ وغیرہ کا استعمال کر دیتے ہیں اور ایسا کرنا جائز و درست ہے۔

خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

دین است حسین (حسین دین ہے) دیں پناہ است حسین (حسین دین کی پناہ گاہ ہے)

خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شعر ہونے پر گرچہ اختلاف ہے، لیکن اس کی صحت پر کسی کا اختلاف نہیں،

مقبولیت بھی کافی ہے، شہرت کی بنیاد پر سلطان الھند کی طرح منسوب کرنا بھی درست ہے۔ جامعہ نظامیہ آرگنائیزیشن اس آئینہ میں بھی اپنا چہرہ دیکھ لیں صداقت کا گلاب کھل اٹھے گا اور انہیں اپنی جہالت کا پتہ چل جائے گا۔ جب یہ بات متحقق ہوگئی کہ نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے ماسوا پر بھی اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہوا تو حضور ازہری میاں قدس سرہ پر اطلاق کیوں کرنا جائز وحرام ہوگا۔

جب حمل عام ہے تو جائزہ لیا جائے گا کہ اطلاق کا جو مصداق ہے وہ اس شان کا مالک ہے کہ نہیں اگر ہے تو صحیح ہے اس میں کسی کلام کی گنجائش نہیں اگر اس اصطلاح کا متحمل نہیں ہے تو تنقید واعتراض کا سبب بنے گا ورنہ نہیں۔ اس اجالے میں فقیہ ہند، شیخ اکبر، فخر اسلام، حکیم الامت، مسیح ملت، امام التقوی، قدوۃ التقوی، قطب العارفین، مدار السالکین، شمس المدرسین، قمر المحررین، نجم الادباء، نیر العقلاء، سراج المفکر، مصباح المدبر، سلطان اللوح والقلم، صاحب الجاہ والحشم، مالک تصنیف وتالیف، قابل تحسین وتعریف، نازش شعر وسخن، مخزن علم وفن، حسن وجمال کے منبع، زبان وبیان کے زھرا، قاضی القضاۃ فی الہند، وارث علوم امام احمد رضا، مظہر حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم عالم، تابش مفسر اعظم قرآن، امتیاز اہل سنت، سیرت وصورت کے پروت، بدر طریقت، تاج شریعت، شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ فہامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خان صاحب المعروف ازہری میاں بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ اطال اللہ عمرہ مع الصحۃ والعافیۃ ہر اعتبار سے اصطلاح تاج الشریعہ کے اطلاق وحمل کے مصداق ہیں۔ اس لئے تو اہل دانش، ارباب فکر ونظر، اصحاب بصیرت و بصارت، محققین زمن، ناقدین اہل سنن، مشائخین باریک بین علماء نکتہ داں نے اصطلاح تاج الشریعہ وتاج الاسلام کے لقب سے ملقب کیا۔ ان علماء کرام ومفتیان عظام اور مشائخین ذوی الاحترام نے حضرت والا کو کامل طور پر اس خطاب کے لائق اور اس کا مستحق پایا۔

یقیناً "تاج الشریعہ" کا خطاب انہیں کے سر زیب دیتا ہے، خوب جچتا اور سجتا ہے، خدا کی قسم! یہ حق اپنے حقدار تک پہونچا ہے۔ اس دور میں آپ سے زیادہ بھاری بھرکم شخصیت دور دور تک دکھائی نہیں دیتی ہے، جو ہر زاویئے سے مخدوم الکل کی حیثیت رکھتی ہو۔ واضح رہے کہ حضور ازہری میاں دامت برکاتہم القدسیہ پر اصطلاح تاج الشریعہ کا اطلاق عام ہونے کی صورت میں جائز و درست نہ ہو تو دوسرا کون ہوگا جو اس کا مصداق بن سکے۔ لامحالہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ عمومیت کے لحاظ سے موجودہ دور میں اس اصطلاح کے بہتر، عمدہ اور صحیح مصداق یہی ہیں۔ اس لفظ کا اطلاق اپنے معنیٰ موضوع لہ میں باعتبار مجاز برمحل اور مبنی برصداقت ہے۔

معترض کا کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کے ماسوا پر اس کا اطلاق حرام ہے، گویا وہ لفظ "تاج الشریعہ" کو نبی کریم ﷺ کیلئے خاص مان رہا ہے۔ جس پر دلیل قائم کرنے اور اس کے صفت خاصہ ممیزہ اور حد فاصل پر برہان پیش کرنے کی ضرورت تھی، جو معترض نے نہیں کیا۔ اس کے دعویٰ کے بطلان کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ بکواس محض اور جہالت مطلقہ کے سوا ایسے دعویٰ کی حیثیت کچھ نہیں ہوتی ہے، بلکہ سرے سے اس کی اہمیت ہی نہیں ہوتی ہے۔ علمائے جامعہ نظامیہ کا اتنا بڑا دعویٰ کرنا اور دعویٰ کے اثبات میں حجت قائم نہ کرنا ان کی جہالت، حماقت، عصبیت، تنگ نظری، عقل و خرد سے عاری ہونے کی منہ بولتی تصویر ہے۔

بفرض محال نقادز من کی بات تسلیم کرلیجائے کہ "تاج الشریعہ" کا حمل ماسوا حضور ﷺ کے حرام ہے تو نور الدین، شمس الدین، برہان الدین، صدر الدین، نجم الدین، قمر الدین، سیف الدین، حسام الدین، فخر الدین، عظیم الدین، قطب الدین، محی الدین، رکن الدین، تاج الدین، شہاب الدین، نظام الدین، نعیم الدین، نفیم الدین، فرید الدین، وحید الدین جیسے القابات و خطابات کا حرام ہونا بدرجہ اتم لازم آئیگا۔ اسی پر بس نہیں فخر ملت، قمر ملت، نجم ملت، نجیب ملت، مقصود ملت، برہان ملت،

امین ملت، عزیز ملت، قائد ملت اس طرح کے اصطلاحات بھی حرام ہوں گے۔ بلکہ شیخ الاسلام، حجتہ الاسلام، فخر الاسلام، نجم الاسلام، نور الاسلام، فقیہ الاسلام، قوت الاسلام، مجاہد الاسلام، تنویر الاسلام، خطیب الاسلام وغیرہ وغیرہ جتنے خطابات والقابات، اس طرح کے ہیں سب کا استعمال حرام قرار پائے گا چونکہ معنی ومفہوم کے اعتبار سے ایک ہیں۔ بلکہ کچھ تو مزید عام ہیں حالانکہ ان اصطلاحات کا نام ولقب میں استعمال کثرت سے ہوا ہے۔

اول: جتنے لوگوں نے اطلاق کیا، جن جن لوگوں نے اس کی تائید کی، جن لوگوں پر حمل ہوا، جو لوگ لکھتے، پڑھتے، بیان کرتے رہے، جن لوگوں نے اس کو برقرار رکھا ہے سب کے سب فعل حرام کے مجرم قرار پائیں گے۔ جب کہ اول سے آخر اتنے لوگوں کا تسلسل کے ساتھ استعمال کرتے رہنا اس کے جواز کو ثابت کرتا ہے۔ جس سے مدعی کی حرمت کا دعوی باطل، لغو اور عبث قرار پاتا ہے، چونکہ بڑے بڑے اجلہ علماء، فقہاء، مشائخ اور مدبرین ومحققین کا اطلاق کرنا اور فعل حرام کا مرتکب ہونا عند العقل محال ہے۔ اس طرح بھی معترض کے قول کا صریح البطلان ہونا لازم ہو جاتا ہے اور اس کی جہالت، سفاہت، لغویات، فضولیات کو آشکارہ کر دیتا ہے۔ جس سے معترض کی علمی حقیقت و قابلیت اور اہمیت وحیثیت کا انکشاف ہو جاتا ہے۔

شریعت خاص اور دین عام ہے۔ شریعت، ملت، مذہب، اسلام، مشرب، فطرت اور ان جیسے اصطلاحات آپس میں ہم معنی اور مترادف الفاظ ہیں۔ لغوی وشرعی، عرفی واصطلاحی اعتبار سے اصلا اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ اعتباری تفریق کو ملحوظ رکھا گیا ہے (لولا الاعتبارات لبطل الحکمتہ کے تحت)۔ اس اعتبار سے دین عام ہے اور اس کے مقابلے میں دیگر مفردات خاص ہیں۔ جیسا کہ علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"عن قتادۃ شرعتہ ومنہاجا قال الدین واحد والشریعۃ مختلفۃ" (عمدۃ القاری رج

:ا/ص:۱۱۷) اس عبارت سے ثابت ہوا کہ دین عام اور شریعت خاص ہے۔

"والدین ھو وضع الٰھی سائق لذوی العقول باختیارھم المحمود الی الخیر بالذات ھو یشمل العقائد والاعمال ویطلق علی کل دین" (نورالانوار/ص:۳) اس عبارت سے بھی دین کا عام ہونا روشن ہے۔

"اوصیناک یا محمد ایاہ دینا واحدا" (بخاری شریف/ج:۲/ص:۶) اس سے بھی معلوم ہوا کہ دین عام ہے۔

"قرطبی" میں ہے: "الشریۃ والمنھاج دین محمد ﷺ" (القرطبی/ج:۶/ص:۱۳۷)

"والاسلام ھو الدین المخصوص لمحمد ﷺ" (قوت الاخیار شرح نورالانوار/ج:۱/ص:۳۶)

جب یہ ثابت ہوگیا کہ دین عام ہے، شریعت اور ان جیسے اصطلات خاص ہیں۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے: "الخاصتہ مایوجد فی شیٔ ولا یوجد فی غیرھا" (شرح جامی) جب خاص کا اطلاق ناجائز وحرام ہوگا تو عام کا اطلاق بدرجہ اتم حرام ہوگا اور اس طرح کے نام ولقب رکھنے والے، اس کا استعمال کرنے والے، اس کو برقرار رکھنے والے، اس کی تائید کرنے والے سب کے سب اول تا آخر فعل حرام کے مرتکب ہوکر مجرم قرار پائیں گے اور ثانی باطل ہے تو اول بھی باطل ہی رہے گا۔ ثانی کا باطل ہونا اظھر من الشمس ہے چونکہ عرف میں اس کا استعمال کثرت سے ہوا ہے اور اج تک اس کے حمل واستعمال پر کسی نے نکیر نہیں کیا ہے، نہ ہی کسی نے اس کے اطلاق پر تنقید کی ہے۔ کسی قسم کے کلام کا نہ ہونا عملی اعتبار سے اس کے اطلاق کے جواز کو ثابت کرتا ہے۔ جب عام کا حمل جائز ہے تو خاص کا حمل بھی جائز ہوگا۔

نجم، شمس، برحان، تاج، فخران مفردات وغیرہ وغیرہ کی اضافت دین کی جانب کرنا اور اس کا اطلاق نبی اکرم ﷺ کے ماسوا کی طرف ہونا جائز ہے تو بدرجہ اتم ان مفردات کی اضافت شریعت،

اسلام، ملت، مذہب، مسلک، مشرب، کی جانب کرنا اور ماسوا حضور ﷺ پر حمل کرنا بھی جائز و صحیح ہو گا۔ اس اطلاق کو وہی حرام کہے گا جو عقل کا اندھا اور جاہل مطلق ہو گا بلکہ عصبیت و تنگ نظری کا شکار ہو کر حرام کہنے والوں کا دماغ سڑ گل کر خراب ہو چکا ہے۔ یہ اسی پاگل پن اور بینائی کی خرابی کا نتیجہ ہے کہ اس کو جائز ناجائز، صحیح غلط، حلال حرام، اور درست نادرست دکھائی دے رہا ہے اس کو چاہئے کہ اول اپنے دماغ اور اپنے اندھے پن کا علاج کرائے اور اپنی جہالت محضہ کو دور کرے۔ ان لوگوں کی اسی جہالت اور کور چشمی کا شاخسانہ ہے کہ اپنے ممدوح کو ہی بھوتری چھری سے قتل کر دیا ہے اور ان کو اس کا احساس تک نہیں ہوا ہے۔

جب یہ بات پائے ثبوت کو پہونچ گئی کہ دین عام ہے، شریعت اور اس جیسے کلمات مفردہ خاص ہیں۔ تاج کی اضافت شریعت کی جانب کر کے اس کا اطلاق حضور ﷺ کے علاوہ پر کرنا حرام ہو گا تو تاج اور ان جیسے الفاظ مفردہ مترادفہ کی اضافت شریعت اور اس کی طرح کے کلمات مفردہ مخصوصہ مترادفہ کی طرف کر کے حضور ﷺ کے ماسوا پر حمل کرنا بھی حرام ہو گا۔ جب شریعت کی جانب اضافت کر کے ماسوا رحمۃ اللعالمین ﷺ کے ان اصطلاحات کا حمل کرنا حرام ہے تو دین کی جانب اضافت کر کے غیر انبیاء پر ان اصطلاحات مفردہ کا اطلاق کر کے استعمال کرنا بدرجہ کمال واتم حرام ہو گا۔

اب معترضین علمائے جامعہ نظامیہ حیدر آباد کی حماقت، جہالت، خباثت اور بے وقوفی و بے علمی کا کھلی آنکھوں نظارہ کیجئے اور جتنا چاہیں ان کی قابلیت، جہالت پر ماتم کر لیجئے اور ان کی نمک حلالی کا تماشہ دیکھئے۔ یہ حضرات بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد پر "شیخ الاسلام" کا اطلاق کرتے ہیں جیسا کہ مطلع الانوار میں ہے و دیگر کتب و تصانیف میں بھی ہے۔

"شیخ الاسلام" (مطلع الانوار/ ۵ا مصنفہ مفتی رکن الدین صاحب) اسلام قانون کا نام ہے، قانون کا استاد ہونا حقیقۃً محال ہے۔ دوسرا معنی ہو گا قانون کا بزرگ اور قانون کا اصلاً کوئی بزرگ نہیں ہوتا ہے، یہ بھی

محال ہے تو جس طرح تاج الشریعہ کا ماسوا پر اطلاق حرام ہوگا بعینہ "شیخ الاسلام" کا اطلاق بھی حرام ہوگا۔ اسی طرح تاج الاسلام، فخر الاسلام، حجۃ الاسلام، شمس الاسلام، قمر الاسلام، نور الاسلام اور نجم الاسلام وغیرہ وغیرہ کا اطلاق بھی حرام ہوگا۔ بانیٔ جامعہ نظامیہ کی حیات میں استعمال کیا گیا مگر انہوں نے منع نہیں کیا بلکہ برقرار رکھا اور جتنے لوگ لکھتے چلے آ رہے ہیں سب نے بقول معترضین علمائے نظامیہ فعل حرام کا ارتکاب کیا اور مجرم قرار پائے۔

۱۔ فخر الاسلام بزدوی المتوفی ۴۸۲ھ

۲۔ شیخ الاسلام کا اطلاق صاحب ھدایہ پر بھی کیا گیا المتوفی ۵۹۳ھ

۳۔ ابن تیمیہ کو بھی اس کے حواریین نے شیخ الاسلام کہا اور آج بھی کہہ رہے ہیں

۴۔ امام غزالی پر بھی حمل ہوا ہے

بلکہ شیخ الاسلام کا اطلاق کثرت سے ہے۔ سب کو فعل حرام کا حامل کہیے۔ دم ہے تو اعلان کیجئے کہ جن لوگوں نے اس کا استعمال کیا ہے سب کے سب فعل حرام مرتکب اور گنہگار ہیں۔ تھوڑی بھی غیرت اور حیا باقی ہے تو اس گناہ کے پاداش میں بانیٔ جامعہ نظامیہ مفتی رکن الدین محدث دکن و دیگر ان علماء جامعہ نظامیہ کی مداحی ترک کر دیجئے۔ جنہوں نے "شیخ الاسلام" کا استعمال کیا اور آج تک کر رہے ہیں اور اس سے خود برات کا اظہار کیجئے۔

گروپ بانیٔ جامعہ اور مادر علمی جامعہ نظامیہ کی عظمت و رفعت کیلئے بنایا تھا مگر افسوس صد افسوس ان کو ہی ننگا کر گئے۔ ان کی عزت و آبرو کی گردن کاٹ کر بے گور و کفن لاش کو تڑپتا بلکتا چھوڑ کر چل دیئے۔ یہی ان کے احسانات کے شکر گزاری کا تمہارے یہاں طریقہ ہے۔ شاید بانیٔ جامعہ نظامیہ کی روح کہہ رہی ہو کہ:

تم نے میری وفا کا یہ اچھا صلہ دیا   زخم جگر کو دید کے قابل بنا دیا

اس بات سے واقفیت مل گئی کہ شریعت، اسلام، ملت، مذہب، مترادف الفاظ میں اب "تاج الشریعہ" کہئے یا "شیخ الاسلام" کا اطلاق کیجئے یا "فخر ملت" بولئے قریب قریب اطلاقات کا معنی ایک ہی ہوگا، وہ نہیں۔ معترض کے اعتراض کی روشنی میں ہر ایک کا اطلاق حرام قرار پائے گا، مثلاً سراج ملت، تاج ملت، امیر ملت، فخر ملت، قمر ملت، مجیب ملت، مقصود ملت، جان ملت، عطاء ملت، تاجدار ملت، امام ملت، شیر ملت، نجم ملت کا اطلاق بھی حرام ہوگا۔ جب یہ تمام اطلاقات حرام ہونگے تو دین کی طرف منسوب کر کے استعمال بھی بکمال تمام حرام ہوگا۔ جب کہ عرف عام میں کثرت کے ساتھ استعمال ہوتا رہا ہے مگر آج تک حرمت کا قول کسی نے نقل نہیں کیا ہے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کہنے والا مطلق جاہل ہے ذرا بھی علم و شعور سے آشنائی نہیں ہے ورنہ اتنی فحش غلطی کا شکار نہیں ہوتا۔ اتنا بڑا نادان و بے وقوف ہے کہ اس کو اپنے مادر علمی کے بانی و مبانی کے شجرۂ نسب کی بھی خبر نہیں ہے۔ اک ذرا بانی جامعہ نظامیہ کے شجرۂ نسب کو سرمۂ نظر بنالیا جائے تاکہ معترض کی جہالت کا قاری کو، خود معترض کو بھی کامل ادراک حاصل ہو جائے اور دوبارہ کبھی بھی اس طرح کی نازیبا حرکت کرنے کی جسارت نہ ہو سکے۔

شجرۂ نسب بانی جامعہ نظامیہ پر نظر:

محمد انوار اللہ بن ابو شجاع الدین بن قاضی سراج الدین بن بدر الدین بن برحان الدین بن سراج الدین بن تاج الدین بن قاضی عبد الملک بن تاج الدین بن قاضی محمد قمر الدین بن قاضی محمد کبیر الدین بن قاضی محمود بن قاضی کبیر بن قاضی محمود۔ بن قاضی کبیر بن قاضی محمود بن قاضی احمد بن قاضی محمد بن قاضی محمد بن یوسف بن زین العابدین بن نور الدین بن شمس الدین بن شریف جہاں بن صدر جہاں بن اسحاق بن مسعود بن بدر الدین بن سلیمان بن شعیب بن احمد بن محمد یوسف بن شہاب الدین (مطلع الانوار ص: ۷، از مصنفہ مفتی رکن الدین)

"تاج الشریعہ" کا اطلاق ماسوا حضور ﷺ کے حرام کہنے والوں سے مطالبہ ہے کہ یہاں بھی حرام ہونے کا اعلان کرو۔ اول ہی بتایا جا چکا ہے کہ شریعت خاص ہے دین عام ہے، یہاں تاج کی اضافت شریعت کی جانب ہے اور وہاں دین کی طرف ہے اور یہ فرق بھی اعتباری ہے۔ اس کا اطلاق ماسوا پر حرام ہے تو اُس کا اطلاق بدرجہ اتم حرام ہوگا۔ جب کہ اس کے حمل کا سلسلہ جاری ہے کسی نے انکار نہیں کیا بانی جامعہ نے بھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں لائی بلکہ اپنی جگہ برقرار رکھا اس کو بیان کیا۔ جب عام کی جانب منسوب کر کے ماسوا پر اس کا حمل جائز ہے تو کیا وجہ کہ شریعت کی جانب منسوب کر کے غیر اللہ پر اس کا حمل حرام ہوگا؟ یقیناً کہنا پڑے گا کہ حرام نہیں ہے ورنہ بانی جامعہ نظامیہ اور ان کے اہل خانہ و خاندان، اکابرین و اصاغرین، احباب و اقرباء، معاصرین و محبین، شاگرد و مریدین فعل حرام کے زمرے میں شامل ہو کر مجرم گردانے جائیں گے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ: "نادان دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہوتا ہے۔" یہ نادان و احمق شاگرد ہی کا کام تو ہے کہ اپنی جہالت، حماقت، سفاہت، کورچشمی، کم عقلی، گھامڑپن، بے شعوری کے باعث نہ آگے دیکھا نہ پیچھے دیکھا، نہ اپنی خبر نہ باہر کا پتہ، بالکل صم بکم عمی فھم لا یعقلون و لا یفھمون و لا یبصرون و لا یسمعون۔

اب عالم کیا ہوگا اس کے سوا کہ جو کچھ چاہے گا کرے گا۔ ان تمام صفات سے متصف ہونے کے باوجود جو جہالت مطلقہ کی پہچان ہوتی ہے علامہ، فہامہ، محقق، مدقق، رازی، غزالی سے کم خود کو سوچتے ہی نہیں۔ کیا تھا آؤ نہ تاؤ دیکھا فٹا فٹ حرمت کا حکم لگا دیا اور "تاج الشریعہ" کو نشانہ تنقید بنا کر اتنے آپے سے باہر آ گئے کہ نیٹ، فیس بک اور واٹس ایپ پر شائع کر دیا۔ یہ یقین کرتے ہوئے کہ اس کا کسی کے پاس جواب نہیں ہوگا لیکن اس کو کہاں پتہ تھا کہ جہاں سنگ باری کرنا چاہتا ہے وہ کوئی شیشے کا گھر نہیں بلکہ متزلزل نہ ہونے والے فولادی و آہنی، مضبوط و مستحکم اور مسخر نہ ہونے والے بے

مثال و بے نظیر قلعہ کا نام "تاج الشریعہ" ہے۔ اس گروپ کے علمائے جامعہ نظامیہ سوال ہے کہ تم نے پتھر کہیں اور پھینکنے کی کوشش کی مگر زد پہ تمہارا ہی ممدوح آ گیا۔ ہے دم ہے تو بچا کر دکھاؤ ہرگز ہرگز نہیں بچا سکتے ہو۔

ایک سوال ہے کہ کیا صرف حضور ازہری میاں کیلئے استعمال کرنا حرام ہوگا یا سب کیلئے ہوگا؟ اگر سب کیلئے ہے تو بتا ٹگ دھل کھوکہ بانیٔ جامعہ اور ان کے سارے احباب نے ان اصطلاحات کے ذریعہ جو نام رکھا ہے سب نے فعل حرام کا ارتکاب کیا ہے اور وہ لوگ عند اللہ مجرم ہیں، تو انصاف برابر کا ہوگا بلکہ اس سے قبل بھی نام و خطاب ہے۔ حضرت نظام الدین، بابا فخر الدین، بابا تاج الدین، شہاب الدین، رضی الدین، یہ سب نام اولیاء کاملین کے ہیں اس کو بھی حرام کہنا پڑے گا۔ اس کے بعد دنیاں کو پتہ چل جائے گا اور تجھے بھی احساس ہو جائے گا بریلی پر انگشت نمائی کا انجام کیا ہوتا ہے۔

تمہاری اس گھناؤنی حرکت سے بانیٔ جامعہ نظامیہ کو کتنا بڑا صدمہ پہونچا ہوگا، معلوم ہے ان کی روح کہہ رہی ہوگی کہ کتنا بڑا پاگل ہے، ایک طرف تو میری تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہا ہے اور دوسری جانب فعل حرام کا مرتکب بتا کر میری اور میرے پورے خاندان کی مٹی پلید کر دی ہے۔ اس کو وفاداری کا نام دیا جائے یا غداری سے تعبیر کی جائے؟

جس تھالی میں تم نے کھایا اس میں روزن کرنے میں بھی تم نے تامل نہیں کیا ایسے ہی بے بنیاد بچوں کو نمک چٹا کر مار دیا جاتا ہے۔ اگر شرم و حیا کا ذرہ برابر بھی حصہ باقی ہوگا تو چلو بھر پانی میں ڈوب مر جاؤ گے۔ کتے میں بھی اتنا شعور ہوتا ہے جس کے باعث اپنے بیگانے کی تمیز کر لیتا ہے، غداروں پہ بھونکتا ہے اپنوں سے پیار کرتا ہے، مگر تم لوگ تو اس سے بھی گئے گزرے ہو کہ چلے تھے کسی کا دامن تار تار کرنے لیکن عقل و خرد سے ماورا ہو کر اپنے ممدوح کے دامن کو چاک کر ڈالا

اور انہیں برسر عام ننگا کر دیا۔ ہائے رے ظالم! یہ تو نے کیا کر دیا، چہرہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رکھا۔ یہ سب جو کچھ ہوا اس میں تیری ذات کا کوئی قصور نہیں بلکہ تیرے فہم فاسد و ادراک ناقص اور جہالت محضہ کی غلطی ہے۔ جا! اول فرصت میں توبہ کر سچ بولنے کی تربیت لے زر کا غلام مت بن بلکہ امام الانبیا ﷺ کا غلام بن تا کہ زمانہ تجھے امام بنانے، ماننے پر مجبور ہو جائے۔

حافظ جعفر صاحب گجراتی کا بیان ہے کہ ۱۸ اگست ۱۹۸۴ء میں گجرات کے علاقہ ضلع جونا گڑھ کی جامع مسجد میں بزم رضا کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں بے شمار علماے کرام و مفتیان ذوی الاحترام و مشائخین نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں ہی تمام علماء و مفیان و مشائخ نے اتفاقی طور پر "تاج الاسلام" کے لقب سے ملقب کیا اور ایک تاج زیب سر کیا۔ مزید خطاب کا بھی اعلان اس ممبر سے ہوا۔ مثلاً فقیہ الاسلام، معراج العلماء، تاج الاسلام وغیرہ وغیرہ

عالم اسلام کا جائزہ لینے کے بعد یہ کہنا حق بجانب ہے کہ اس وقت سب سے بڑا عالم، سب سے بڑا مفتی، محدث، مفسر، فقیہ، مفکر، مدبر، محقق، زہد و ورع کا مالک، کوئی ہے تو وہ ذات جانشین مفتی اعظم ہے۔ بلاشبہ تاج شریعت کہنا انہی کو زیبا ہے۔ سارے موجود اکابرین، معاصرین اور اصاغرین نے اس کی تصدیق کی۔ اب معترضین اندر کے ہوں یا باہر کے، مفسد ہوں یا حاسد، ان حوالجات سے اس کا مکروہ چہرہ سامنے آ جاتا ہے اور اس کا باطل ہونا آشکار ہے۔ اس کے باوجود بھی وہی کریں گے کیونکہ: "بے حیا باش ہر چہ خواہی کن"۔

کسی نے گروپ کے متعلق لکھا تھا کہ یہاں بھی باغی موجود ہے تو اس کو کھل کر سامنے آ جانا چاہئے انتظار رہے گا۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی